QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

سامی مذاہب میں رواداری کا تصور اور پاکستانی معاشرہ: تقابلی جائزہ

Comparative Study on Ttolerance in Semitic Religion and our Pakistani Society

1. Iffat Bibi
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
Email: iffathafeez16@gmail.com
2. Humaira Manzoor
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
Email: abdulwahab05978@gmail.com

Abstract

This study presents a comparative analysis of the concept of religious tolerance (rawādārī) in the Semitic religions—Islam, Judaism, and Christianity—and its contemporary manifestation in Pakistani society. Adopting a descriptive and qualitative methodology, the research examines the foundational scriptural and prophetic teachings of each tradition regarding coexistence, respect for religious others, and freedom of belief. The Qur'anic principle lā ikrāha fī al-dīn ("no compulsion in religion") and the Prophetic model of amnesty at the conquest of Mecca are highlighted alongside the Qur'anic prohibition against reviling other religions' deities. The study further documents the exemplary treatment of non-Muslims during the era of the Rightly Guided Caliphs, citing covenants guaranteeing the protection of churches, synagogues, and religious symbols. Parallel teachings are traced in the Torah's ethical injunctions concerning the neighbor and the stranger, and in the Gospels' commands to love neighbors and enemies, with reference to the views of Christian thinkers such as Augustine, Aquinas, Martin Luther King Jr., and Desmond Tutu. The paper then interrogates the historical gap between normative teachings and lived reality, surveying episodes of religious extremism in Christian and European history—the persecution of pagan and dissenting sects, the Crusades, the Inquisition, and the Catholic–Protestant wars—as evidence that intolerance is not unique to any single tradition. Turning to the Pakistani context, the study identifies a persistent tension between religious ideals and societal attitudes, where prejudice and hostility toward religious minorities contradict explicit scriptural commands. It concludes that religious tolerance is indispensable for social peace, that all Semitic traditions originally espoused it, and that education, media, and religious discourse must be mobilized to revive this ethos, alongside firm protection of minority rights and renewed attention to the model of the Rightly Guided Caliphs.

Keywords: Religious Tolerance; Semitic Religions; Islam; Judaism; Christianity; Pakistani Society; Interfaith Harmony

تعارفِ موضوع

رواداری کسی بھی معاشرے کے امن، استحکام اور اجتماعی ہم آہنگی کی بنیادی قدر ہے۔ عصرِ حاضر میں جب مذہبی انتہاپسندی، فرقہ وارانہ تعصب اور بین المذاہب کشیدگی عالمی سطح پر سنگین چیلنجز بن چکے ہیں، تو اس امر کی ضرورت ہے کہ الہامی مذاہب کی اصل تعلیمات کو ان کے صحیح سیاق میں سمجھا جائے۔ اسلام، یہودیت اور مسیحیت—جنہیں سامی مذاہب کہا جاتا ہے—تینوں میں انسانیت کے احترام، دوسروں کے عقائد کی عزت اور حسنِ سلوک کی تعلیمات موجود ہیں۔ قرآنِ مجید کا اصول «**لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ**» اور نبی کریم ﷺ کا فتحِ مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان رواداری کی اعلیٰ ترین مثالیں ہیں، جبکہ خلفائے راشدین کے عہدنامے غیر مسلموں کے جان، مال اور عبادت گاہوں کے تحفظ کی دستاویزی گواہی دیتے ہیں۔ تاہم، تاریخی و معاصر حقیقت یہ ہے کہ نظریاتی تعلیمات اور عملی رویوں کے درمیان واضح خلا پایا جاتا ہے۔ یہ

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

مقالہ سامی مذاہب میں رواداری کے تصور کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے پاکستانی معاشرے کی موجودہ صورتِ حال کا تنقیدی مطالعہ کرتا ہے، اور اس خلا کو پُر کرنے کے لیے تعلیمی، میڈیا اور خطابت کی سطح پر عملی recommendations تجویز کرتا ہے۔

مذہب سے کیا مراد ہے۔؟

مذہب عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے: طریقہ یا راستہ۔[1]

قرآن کریم میں اسکے ہم معنی الفاظ ذکر ہوے جن میں سے چند درج ذیل ہیں: دین، سبیل، منہاج وغیرہ۔

مذہب کا اصطلاحی معنی:

مشہور فلسفی کانٹ لکھتا ہے "مذہب عین اخلاق ہے"

جبکہ ادارہ فروغ قومی زبان رقمطراز ہے کہ: وسیع مفہوم میں اس میں مافوق الفطرت ہستیوں کی موجودگی کے متعلق جملہ اعتقادات شامل ہیں جن کے ذریعے وہ انسانوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور ان پر ضوابط اور اخلاق نافذ کرتے اور انکو مستقبل کے انعامات و تعزیرات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔[2]

رواداری سے کیا مراد ہے۔؟

رعایت، حلم، منظور کرنا اور ماننا ہیں۔

ریختہ کے نزدیک روداری کا مطلب کسی بات کو جائز رکھنا، رو رعایت، رعایت کا رویہ، سبھی مذاہب کی تعظیم اور احترام کرنا ہے۔[3]

مذہبی رواداری سے کیا مراد ہے۔؟

مذہبی رواداری کا مفہوم یہ ہے کہ " تمام مذاہب کے عقیدت مند میں باہمی احترام و عزت اور عفو درگزر کا جذبہ ہو اور ہر انسان دوسرے مذہب اور عقائد کا احترام کرے مذہب، رنگ و نسل اور ذات برادری کے فرق کے بغیر ایک دوسرے کی عزت و جان کا احترام کریں۔[4]

اسلام میں مذہبی روداری:

جب ہم بات کر رہے ہیں اسلام کی تو سب سے پہلے ہم قرآن کی روشنی میں مذہبی رواداری کو دیکھیں گے۔

قرآن کی روشنی میں مذہبی رواداری:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو خاتم النبین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، لیکن یہی وہ تعلیمات ہیں یہی عقائد اور یہی احکامات ہیں جو اول الرسل سے لے کر خاتم الرسل تک ایک ہی ہیں۔ جس کی گواہی خود اللہ عز، جل نے قرآن پاک میں دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْ أَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى أَنْ أَقِيْمُوْا الدِّيْنَ وَلاَ تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ".[5]

ترجمہ: اللہ تعالی نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا حکم نوح کو دیا گیا، اور جس کی وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی، اور جس کا حکم موسی اور عیسی کو دیا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں اختلاف برپا مت کرو۔

اسلام ایسا دین جو ہمیشہ سے سارے انبیائے کرام علیہ السلام کا ہے اور جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے، جیسے ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ[6]

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

---

[1] ۔مصباح اللغات، بلیاوی أبو الفضل، ناشر: مکتبہ برہان دہلی۔س۔ 1964، ص۔860

[2] ۔ادارہ فروغ قومی زبان۔

[3] ۔ریختہ ڈکشنری بلیاوی أبو الفضل،ناشر صغیر احمد لکھنو انڈیا۔س۔ 1954۔ص301

[4] www.kasars.org.com, www.azhar.eg.com -

[5] ۔القرآن، 42:13

[6] القرآن، 3:19

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

اسلام اپنے افکارو نظریات کو طاقت کے بل بوتے پر مسلط کرنے سے منع کرتا ہے، اور یہ میانہ روی کا دین ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"لاَ اکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَیٰ لاَانْفِصَامَ لَهَا"[7]

ترجمہ: دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے، سرکشی کے معاملہ میں ہدایت واضح ہو چکی ہے، جو معبودانِ باطل کا منکر اور اللہ پر ایمان رکھتا ہو، اس نے مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

جب ہم بات کر رہے ہیں مذہبی رواداری کی تو اس میں انتہائی اہم، دلچسپ اور توجہ طلب امر یہ ہے کہ دوسرے مذاہب سے بغض نہ رکھا جاے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلاَ تَسُبُّو الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَیَسُبُّوا اللهَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْم"[8]

ترجمہ: اللہ کے علاوہ جن معبودوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں، انھیں گالیاں مت دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جہالت کی بنیاد پر یہ اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔

کیونکہ ہر انسان کو چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، اسے اپنے مذہب سے دلی لگاؤ ہوتا ہے۔

مذہبی رواداری حدیث کی روشنی میں:

ہمیں سیرت، احادیث اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی زندگی میں مذہبی رواداری دشمنوں کے ساتھ عفوودرگزر، محبت وشفقت، اور حسن سلوک کی مثالیں بہت زیادہ جن پر ہم کتاب لکھنے بیٹھیں تب بھی سارے واقعات نہ لکھ سکیں، یہ تو پھر بھی مقالہ بلکہ مقالے کا ایک حصہ ہے، ہم چند یہاں بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے سخت ترین دشمنوں سے بھی کبھی انتقام نہیں لیا۔

اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کے ساتھ جو ظلم وستم کیے، وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں متعدد بار آپ ﷺ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا اپنے وطن عزیز مکہ مکرمہ چھوڑنا پڑا؛ لیکن 9 سال بعد جب اسی شہر مکہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ رہے تھے کہ محمد پر انے مظالم کا بدلہ لیں گے؛ لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان کے توقع کے خلاف یہ اعلان کر دیا:

لاَ تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللهُ لَکُمْ؛ اِذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ.[9]

ترجمہ: آج تم پر کوئی اِلزام نہیں، اللہ تمہاری غلطی کو معاف کرے گا، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

وحشی جو رسول اللہ کے عزیز ترین چچا کا قاتل، ہند زوجۂ ابوسفیان جس نے حضرت حمزہ کا سینہ چاک کر کے دل وجگر کو چبایا تھا، سب کو معاف کر دیا۔[10]

حضرت عکرمہ جو اسلام کے شدید ترین دشمن ابوجہل کے بیٹے ہیں، اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھنے میں ابوجہل سے کم نہ تھے؛ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ کے رسول ﷺ... نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا[11]۔

اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ ان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پہ یہ کلمات جاری تھے:

مَرْحَبًا بِالرَّاکِبِ الْمُهَاجِرِ. اے ہجرت کرنے والے سوار خوش آمدید[12]۔

---

[7] القرآن، 2 :256

[8] القرآن،6: 116

[9] ۔ القرآنِ، 12: 92

[10] امام محمد بن اسماعیل البخاری ۔الجامع الصحیح۔ کتاب المغازی،باب قتل حمزه، حدیث نمبر:4072

[11] ۔موطا امام مالک، انس بن مالک، موطا امام مالک، کتاب النکاح، باب نکاح المشرک۔ناشر: مکتبہ بشری۔ بیروت لبنان۔

[12] ۔ امام ترمذی عیسیٰ ،سنن ترمذی ، ،کتاب الادب،باب المصافحة والمعانقہ،بحوالہ ترمذی،حدیث نمبر: 2727۔ ناشر دار السلام ۔ سن اشاعت کا ذکر نہیں کیا گیا۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

عمرو بن وہب جس کو صفوان بن امیہ نے رسول اللہ... کے قتل پر مامور کیا تھا، فتح مکہ کے روز ڈر کے مارے جدہ بھاگ گئے، صفوان بن امیہ ہی کے کہنے پر، ان کو واپس بلا کر معافیِ عام میں شامل کیا گیا[13]۔

ہبار بن الاسود جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب کو جب وہ حاملہ تھیں، جان بوجھ کر دشمنی کی وجہ سے اونٹ سے گرایا، جس سے ان کو سخت اذیت پہنچی اور حمل ضائع ہو گیا، فتح مکہ کے روز جب ہبار قبضہ میں آئے تو ان کو بھی معاف کر دیا گیا[14]۔

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ» ابو سفیان جو دشمنانِ اسلام کے سردار تھے، فتحِ مکہ کے روز ان کو صرف معاف ہی نہیں کیا گیا؛ بلکہ یہ اعلان کر دیا گیا کہ جو کوئی ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کا قصور بھی معاف ہو جائے گا۔[15]

ایک روایت میں ہے کہ ایک جنازہ جا رہا تھا تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے، تو آپ ﷺ نے کہا کیا وہ انسان نہیں تھا؟

ألا من ظلم معاهداً أو انتقصه أو كلفه فوق طاقته أو أخذ منه شيئاً بغير طيب نفس فأنا خصمه يوم القيامة." . [16]

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی آپ ﷺ نے کفار کے ساتھ حسن سلوک کیا۔

خلفاءِ راشدین کے دور میں غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ:

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق نے کفار کے مذہبی معاملات کے تعلق سے جو معاہدہ لکھا، اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

لَايُهْدَمُ لَهُمْ بِيْعَةٌ وَلاَ كَنِيْسَةٌ وَلاَ قَصْرٌ مِنْ قُصُوْرِهِمْ الَّتِي كَانُوْا يَتَحَصَّنُوْنَ اذَا نَزَلَ بِهِمْ عَدُوٌّ لَهُمْ وَلَا يُمْنَعُوْنَ مِنْ ضَرْبِ النَّوَاقِيْسِ وَلاَ مِنْ اخْرَاجِ الصُّلْبَانِ فِىْ عِيْدِهِمْ.

ان کے چرچ اور کنیسے منہدم نہیں کیے جائیں گے، اور نہ کوئی ایسی عمارت گرائی جائے گی جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے حملہ میں قلعہ بند ہوتے ہیں، ناقوس اور گھنٹیاں بجانے کی ممانعت نہیں ہو گی، اور نہ تہواروں کے موقعوں پر صلیب نکالنے سے روکے جائیں گے[17]،

حضرت عمر نے غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کے لیے جو معاہدہ تحریر فرمایا، اس کے بعض اجزا اس طرح ہیں:

”یہ امان ہے جو اللہ کے غلام امیر المومنین عمر نے اہلِ ایلیا کو دی، یہ امان جان و مال، گرجا، صلیب، تندرست و بیمار اور ان کے تمام اہلِ مذہب کے لیے ہے، نہ ان کے گرجا میں سکونت اختیار کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کے صلیبوں اور ان کے مال میں کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔“[18]

حضرت عثمان نے ان تمام معاہدوں کو اسی طرح باقی رکھا جس طرح عہدِ رسالت، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے عہد میں تھے۔

ایک مرتبہ غیر مسلموں کی شکایت پر آپ نے اپنے گورنر ولید بن عتبہ کو ایک تادیبی خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

”عراق میں مقیم نجران کے باشندوں کے سردار نے آ کر میرے پاس شکایت کی ہے اور مجھے وہ شرط دکھائی ہے جو عمر نے ان کے ساتھ طے کی تھی، میں نے ان کے جزیہ میں سے تیس جوڑوں کی تخفیف کر دی ہے، انھیں میں نے اللہ جَلّ شَانُہ کی راہ میں بخش دیا ہے، اور وہ ساری زمین

---

13 ۔ ہشام عبد الملک، سیرت ابن ہشام ، ج:2 ص:276۔ نا شر دار المعرفہ بیروت، لبنان۔ سن اشاعت کا ذکر نہیں کیا گیا۔

14 عسقلانی ابن حجر ۔اصابہ فی تمیز الصحابۃ، ، ذکر ھبار بن الاسود، ج:۶ص:۲۷۹، ناشر کلکتہ ، سن اشاعت: 1857۔

15 ۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب فتح مکہ، حدیث نمبر 1780

16 ۔ سنن ابی داؤد، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في تعشير أهل الذمة، حدیث نمبر: 3052

17 ابویوسف۔ کتاب الخراج، ص:۱۷۲ ۔ البلاغ پبلیکیشنز۔لاہور۔ سن اشاعت ذکر نہیں کیا گیا۔

18 ۔ نفس المصدر۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

دے دی جو عمر نے انھیں یمنی زمین کے عوض صدقہ کی تھی، اب تم ان کے ساتھ بھلائی کرو؛ کیوں کہ یہ ایسے لوگ ہیں جنھیں ذمہ حاصل ہے، عمر نے ان کے لیے جو صحیفہ تیار کیا تھا، اسے غور سے دیکھ لو، اور اس میں جو کچھ درج ہے وہ پورا کرو"![19]

کچھ غیر مسلموں نے حضرت علی سے ان کے گورنر عمرو بن مسلمہ کی سخت مزاجی کی شکایت کی تو حضرت علی نے گورنر کو لکھا:

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے علاقہ کے غیر مسلموں کو تمہاری سخت مزاجی کی شکایت ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے، نرمی اور سختی دونوں سے کام لو؛ لیکن سختی ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے.... ان کے خون سے اپنا دامن محفوظ رکھو"!

اسلام تمام انسانوں کے مذہبی معاملات کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی صحیح رہنمائی اور خدائی نظام کی دعوت دینے کا حکم بھی دیتا ہے؛ تاکہ انسان کو دنیا میں امن و سکون حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی پر سکون زندگی نصیب ہو۔

اسلام کے علاوہ یہودیت اور عیساعیت میں بھی مذہبی رواداری کا درس ملتا ہے۔

یہودیت میں مذہبی رواداری:

یہودیت میں بھی عدل اور انسانیت کے احترام کو اہمیت دی گئی ہے۔ حضرت موسیٰؑ (Moses) کی تعلیمات میں معاشرتی انصاف اور اجتماعی ذمہ داری پر زور دیا گیا۔

تورات میں پڑوسی کے حقوق اور انصاف کے اصول واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔

یہودیت میں مذہبی شناخت کے ساتھ ساتھ سماجی نظمz وضبط اور اخلاقی اقدار کی حفاظت کو اہم سمجھا جاتا ہے

حضرت موسیٰ علیہ کے ماننے والوں کو یہودی کہتے ہیں، شریعت موسوی احکامات عشرہ میں ہمیں انسانیت کے احترام اور مذہبی رواداری کا درس ملتا ہے جیسا کہ:

پڑوسی کا خیال رکھنا

قتل نہ کر۔

زنا نہ کر۔[20]

مسیحیت میں مذہبی روداری:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی مذہبی رواداری کی بہترین مثال ہے۔ انہوں نے مختلف طبقات کے لوگوں کے ساتھ محبت اور احترام کا برتاؤ کیا۔ انہوں نے گناہگاروں، بیماروں اور معاشرے کے کمزور طبقات کے ساتھ ہمدردی کا مظاہرہ کیا۔ ایک واقعہ میں جب ایک عورت پر سنگسار کرنے کا اِلزام لگایا گیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "جو تم میں بے گناہ ہے وہی پہلے اس پر پتھر مارے۔[21] اس واقعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رحم دلی اور انصاف پسندی ظاہر ہوتی ہے۔

مسیحیت میں مذہبی روداری کی صورت حال پیچیدہ ہے؛ جب کہ بائبل میں برداشت اور محبت کی تعلیم دی گئی ہے، تاریخی طور پر مسیحیوں نے دیگر مذاہب کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کیا ہے، اور آج بھی دنیا بھر میں ان کے نظریات میں مذہبی روداری کی مختلف سطحیں پائی جاتی ہیں.

بائبل میں محبت اور برداشت کا تصور

بائبل میں مذہبی رواداری کی بنیاد محبت پر رکھی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انسانوں کے درمیان محبت کو سب سے بڑی اخلاقی قدر قرار دیا۔ "تو اپنے خداوند خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔[22]

مسیحی تعلیمات، خاص طور پر یسوع مسیح کی تعلیمات، دوسرے لوگوں اور ان کے عقائد کے ساتھ محبت اور برداشت پر زور دیتی ہیں.

---

[19] - کتاب الخراج: 276

[20] - احکامات عشرہ۔

[21] یوحنا 8:7.

[22] - متی 39-37;22

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک

بائبل کی تعلیمات میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ انسان کو اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔ یہ تعلیم مذہبی رواداری کی اعلیٰ مثال پیش کرتی ہے۔ "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور جو تمہیں ستاتے ہیں ان کے لیے دعا کرو۔"[23]

اس تعلیم سے واضح ہوتا ہے کہ بائبل انسانوں کے درمیان نفرت کے بجائے محبت اور معافی کو فروغ دیتی ہے۔ اگر انسان اپنے دشمن کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے تو معاشرے میں امن اور برداشت پیدا ہوتی ہے۔

تمام انسانوں کی برابری

بائبل میں تمام انسانوں کو برابر قرار دیا گیا ہے۔ اس تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے کو مذہب، نسل یا قومیت کی بنیاد پر کمتر نہ سمجھے۔

"نہ یہودی رہا نہ یونانی، نہ غلام نہ آزاد، نہ مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔"[24]

یہ تعلیم انسانوں کے درمیان مساوات کو فروغ دیتی ہے اور مذہبی رواداری کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

امن اور صلح کی تعلیم

بائبل میں امن قائم کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔ یہ تعلیم بھی مذہبی رواداری کو فروغ دیتی ہے کیونکہ امن صرف اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب لوگ ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کریں۔ "مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔[25]

یہ تعلیم انسانوں کو تنازعات کے بجائے امن اور مفاہمت کی طرف بلاتی ہے۔

سب کی خدمت:

یسوع نے اپنے پیروکاروں کو سکھایا کہ وہ اپنے تمام پڑوسیوں سے محبت کریں، جس کا اطلاق مختلف عقائد رکھنے والے لوگوں پر بھی ہوتا ہے۔

مسیحی تاریخ اور رواداری

مسائل اور تنازعات:

مسیحی تاریخ میں مذہبی رواداری کے بجائے دوسرے مذاہب اور عقائد کے خلاف عدم برداشت اور تشدد کے واقعات بھی ملتے ہیں، جیسے صلیبی جنگیں اور دیگر تنازعات.

عقائد کا اختلاف:

مسیحیت میں تثلیث کا عقیدہ اہم ہے، جس میں یسوع کو مسیح، خدا کا بیٹا، اور خدا کا اقنوم مانتے ہیں. اس عقیدے کی بنیاد پر، دیگر مذاہب سے عقائد کا اختلاف ہوتا ہے، جو بعض اوقات مذہبی تعصب کو جنم دیتا ہے.

آج کی صورت حال

مختلف نظریات:

عصر حاضر میں دنیا کے ہر میں مسیحی افراد اور گرجاگھروں میں مذہبی رواداری کے حوالے سے مختلف نظریات پائے جاتے ہیں.

مختلف سطحوں پر رواداری:

کچھ مسیحی divergents دوسرے مذاہب کے ساتھ دوستانہ تعلقات اور احترام کو فروغ دیتے ہیں، جبکہ کچھ دیگر عقائد کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں. ائبل میں کئی مقامات پر انسانیت، محبت، رواداری اور دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔ یسوع مسیح (علیہ السلام) کی تعلیمات خصوصاًرواداری، صبر، دشمنوں سے محبت اور دوسروں کے ساتھ انصاف پر مبنی ہیں۔

---

[23]. متی 5:44
[24]- گلتیوں 3:28
[25]- متی 5:9

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
JANUARY- MARCH, Volume No: **03 Issue** No: **01 (2026)**

بائبل کے اقتباسات:

.محبت اور رواداری

[26]"تم اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھنا۔"

.دشمنوں سے محبت

"اپنے دشمنوں سے محبت رکھو، جو تم پر لعنت کریں ان کو برکت دو، جو تم سے عداوت رکھیں ان کے ساتھ بھلائی کرو، اور جو تمہیں ستاتے ہیں ان کے لئے دعا کرو۔[27]"

.عدمِ انتقام

[28]"بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کرو۔ سب آدمیوں کے ساتھ صلح رکھو جہاں تک تمہاری طرف سے ہو سکے۔"

.رحمت اور انصاف

[29]"خداوند انصاف چاہتا ہے، محبت کو پسند کرتا ہے اور عاجزی سے اپنے خدا کے ساتھ چلنا سکھاتا ہے۔"

مسیحی علماء و مفکرین کے اقوال

1.سینٹ آگسٹائن (354–430 عیسوی):

"محبت سب سے بڑی فضیلت ہے، اور یہی محبت انسان کو دوسروں کے ساتھ امن اور رواداری پر قائم رکھتی ہے۔

2.تھامس ایکویناس (1225–1274):

"سچائی اور ایمان کے ساتھ ساتھ عدل و انصاف قائم کرنے کے لیے دوسروں کے مذاہب اور خیالات کا احترام ضروری ہے۔"

3.مارٹن لوتھر کنگ جونیئر (1929–1968):

"ہم نفرت کو نفرت سے ختم نہیں کر سکتے، بلکہ صرف محبت سے ختم کر سکتے ہیں۔"

4.ڈیسمنڈ ٹوٹو (1931–2021):

"رواداری اس بات کا نام ہے کہ ہم دوسروں کو بھی اپنی طرح خدا کی مخلوق سمجھ کر عزت دیں، چاہے وہ ہم سے مختلف کیوں نہ ہوں۔

اس طرح بائبل اور مسیحی علما کی تعلیمات میں مذہبی رواداری، محبت، اور انصاف کو بنیادی اصول کے طور پر بیان کیا گیا ہے

مذہبی احکام اور معاشرے کی سوچ کا تضاد:

جب ہم تاریخ میں مذہبی انتہا پسندی کے کردار کا مطالعہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارے سامنے اُس کا یہ پہلو آتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی سیمائی پر یقین رکھتی ہے اور دوسری تمام سیمائیوں کو رد کر دیتی ہے۔ اپنی ہی سیمائی کے دائرے میں رہتے ہوئے تعصّب اور نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جب دوسری سیمائیوں کو تسلیم نہ کیا جائے تو علیحدگی کی حالت میں معاشرہ ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے۔

انتہا پسندی معاشرے کے اتحاد کے لیے ضروری سمجھتی ہے کہ اِس میں کوئی نئی فرقے پیدا نہ ہوں کیونکہ اس صورت میں اُس کا اتحاد چیلنج ہوتا ہے۔ اس کا مشاہدہ ہم قدیم تاریخوں میں بھی دیکھتے ہیں۔ مثلاً جب ایران کی ساسانی سلطنت میں زرتشت مذہب ریاست نے اختیار کر لیا تھا تو اُس نے مَزدَک اور مانی کی فرقے وارانہ تحریکوں کو سختی سے کُچل دیا۔ تاکہ ایرانی معاشرے میں مذہبی انتشار پیدا نہ ہو۔

---

[26]- عہدِ قدیم، احبار 19:18
[27]-انجیل متی 5:44
[28]- رومیوں 12:17-18
[29]- میکاہ 6:8

مذہبی انتہاپسندی کو نہ صرف اُس کی سچائی کے لیے بلکہ اُس کے اتحاد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً 313 عیسوی میں جب قُسطنطین نے مسیحی مذہب اختیار کر لیا تو مسیح کے پیروکاروں نے ریاست کی مدد سے پیگن مذہب کے خلاف سخت اقدامات کیے۔ اُن کے مَندروں کو مُسمار کیا، اُن کے بُتوں کو توڑا۔ اُن کے مذہبی راہنماؤں کو یا تو قتل کیا یا اُنھیں جلاوطن ہونے پر مجبور کیا۔ پیگن مذہب کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ مسیحیت میں جو نئے فرقے پیدا ہوئے تھے، اُن کا بھی خاتمہ ہوا۔

گیارہویں سے تیرہویں صدی عیسوی تک یورپ صلیبی جنگوں میں مصروف رہا جن میں مذہب کے نام پر لوگوں کو مسلمانوں سے لڑوایا گیا تاکہ مسیحی مذہب کی برتری کو قائم کیا جا سکے۔

مسیحی مذہب کے مشہور عالم سینٹ اَگسٹن کا کہنا تھا کہ اگر مسیحی کسی دوسرے مذہب کے لوگوں پر فتح حاصل کرتے ہیں تو انہیں ان کا قتلِ عام کر دینا چاہیے، یہاں تک کہ بچوں اور نوجوانوں کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ بڑے ہو کر یہ مسیحیت کے خلاف ہو جائیں گے۔

اگرچہ کیتھولِک مذہب نے اتحاد کو برقرار رکھنے کی بہت کوشش کی، نئے مذہبی فرقوں کے خلاف فوجی اقدامات کیے گئے۔ لیکن یہ اتحاد اُس وقت ٹوٹا جب لُوتھر نے 1517 عیسوی میں پوپ کے خلاف آواز اُٹھائی جس کے نتیجے میں یورپ کا مسیحی اتحاد ٹوٹا اور یہ کیتھولِک اور پروٹسٹنٹ میں تقسیم ہو گیا۔ اب مسیحیت میں ایک کے بجائے دو سچائیاں تھیں، جن کے ماننے والے ایک دوسرے سے مُتصادم ہوئے۔

کیتھولِک مذہب کے ماننے والے مُلکوں نے اس بات کی کوشش کی کہ اپنی حدود سے دوسرے مذاہب اور فرقوں کو نکال کر ایک ہی عقیدے کو نافذ کریں۔ چنانچہ 1482ء میں اسپین نے جو کیتھولِک فرقے کا سربراہ ہو گیا تھا، اُس نے اندلس سے یہودیوں اور مسلمانوں کو نکال کر پورے اسپین میں مسیحی عقیدے کو نافذ کیا۔ اس کے علاوہ اُس نے پروٹسٹنٹ ملکوں سے جنگیں بھی کیں۔ جن کی وجہ سے یہ معاشی بحران میں مُبتلا ہوا اور بالا آخر یورپ کا پسماندہ مُلک بن گیا۔

کیتھولِک اور پروٹسٹنٹ کے درمیان تصادُم کی وجہ سے یورپ میں نہ تو مذہبی اتحاد رہا اور نہ اَمن واَمان۔ 1618ء سے 1648ء تک جرمنی اور دوسرے یورپی مُلک 30 سال تک مذہبی جنگیں لڑتے رہے۔ جس کے نتیجے میں یورپ میں کیتھولِک اور پروٹسٹنٹ ریاستیں قائم ہوئیں۔

مذہبی تبدیلی کی وجہ سے عام لوگوں کو مصیبتیں اُٹھانا پڑیں۔ مثلاً پروٹسٹنٹ مُلکوں میں کیتھولِک عقیدے کے ماننے والوں کو مذہبی آزادی نہیں تھی۔ یہی صورتحال کیتھولِک ریاستوں میں پروٹسٹنٹ اقلیتوں کی تھی۔ فرانس جس میں کیتھولِک ماننے والوں کی اکثریت تھی، وہاں یہ کوشش کی گئی کہ پروٹسٹنٹ فرقے والوں سے رواداری کا سلوک کیا جائے لیکن جب کوئی بھی فرقہ صرف اپنی سچائی پر یقین رکھتا ہے تو وہ دوسرے فرقوں کے لیے رواداری کو تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ یہ رواداری اُس کے عقیدے کو کمزور کرتی ہے اور اُس کے ماننے والوں کو شک و شُبے میں مُبتلا کرتی ہے۔ اس لیے مذہبی اقلیتوں کے ساتھ تعصّب کا برتاؤ کیا گیا۔ فرانس میں جہاں پروٹسٹنٹوں کے لیے ایک قانون کے ذریعے اُنھیں مذہبی آزادی دی گئی تھی، اُسے لوئی چہار دہم نے ختم کر دیا۔ جس کی وجہ سے پروٹسٹنٹوں کی ایک بڑی تعداد فرانس چھوڑ کر دوسرے مُلکوں میں چلی گئی۔ جس کی وجہ سے فرانس کی صنعت و حرفت کو نقصان بھی پہنچا۔

مذہبی انتہاپسندی کی وجہ سے یورپ ایک طویل عرصے تک سیاسی انتشار میں رہا جس نے اُس کی ترقی کے راستوں کو روکے رکھا۔ یہ ذہنیت آہستہ آہستہ اُس وقت ختم ہوئی جب یورپ میں قومی ریاست کی تشکیل ہوئی جس کی بنیاد مذہب پر نہیں تھی، اور قوم میں ہر مذہب اور عقیدے کے ماننے والوں کی شمولیت تھی۔ قوم کے نظریے میں ایک ہی سچائی کے تصور کو توڑا اور اَب اتحاد قوم کے نام پر ہوا اور قومی ریاست کا کوئی مذہب نہیں رہا۔ یہ ایک طویل سفر تھا جو یورپ نے اختیار کیا، اور جب مذہبی تعصّبات ختم ہوئے تو اُس کے معاشرے نے علوم و فنون، سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی۔

خلاصہ کلام:

مختصر یہ کہ تمام سامی مذاہب نے رواداری کا درس دیا۔ اللہ تعالیٰ کے تمام نازل کردہ احکامات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بات توحید کی ہو یا رواداری اور احترام انسانیت کی تو تمام انبیاء کرام ؑ کا رسالہ ایک ہی تھا۔ اسلام میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ "لا إكراه في الدين"۔

مذہبی رواداری کے لیے اس سے بڑی دلیل قرآن پاک میں اور کیا ہو سکتی ہے۔ **لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ۔**

لیکن اسی کے ساتھ اگر بات کی جائے معاشرے کی سوچ کی تو صورت حال اسکے برعکس ہے۔ عام طور پر مسلمان کے دل میں غیر مسلموں کے لیے عداوت اور شدت پائی جاتی ہے۔ اور اسی طرح غیر مسلم معاشرے میں بھی انتہا درجے کی شدت اور حقارت پائی جاتی ہے۔ جو کہ سراسر دینی احکامات کے خلاف ہے۔

نتائج:

اس مقالہ سے اخذ کردہ کچھ نتائج درج ذیل ہیں:

1۔ مذہبی رواداری سے معاشرے میں امن کی بقا ہے۔

2۔ اسلام رواداری کا درس دیتا ہے۔ بلکہ اسلام سے پہلے جو سامی مذاہب ہیں انکی اصل تعلیمات بھی رواداری کی علم بردار ہیں۔

3۔ تعلیمی مواد، میڈیا کے استعمال اور علما کے خطبات کے ذریعے رواداری کی اہمیت و ضرورت اجاگر کی جا سکتی ہے۔

توصیات:

رواداری پر تطبیقی کام ہونا چاہیے، سامی مذاہب کے دینی تہواروں میں رواداری کی اہمیت اور اپنے مذہب میں موجود احکامات عوام الناس کے سامنے لائے جائیں۔

اقلیت کے حقوق کا دفاع۔

خلفاء راشدین کا دور رواداری کی اہم ترین مثال۔

مصادر

القرآن:

مصباح اللغات، بلیلاوی آبو الفضل، ناشر: مکتبہ برہان دہلی۔

ادارہ فروغ قومی زبان۔

ریختہ ڈکشنری بلیلاوی آبو الفضل، ناشر صغیر احمد لکھنو انڈیا۔

مدارک یوسف۔

صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری۔ کتاب المغازی، باب قتل حمزہ، حدیث نمبر:4072

موطا امام مالک، انس بن مالک، کتاب النکاح، باب نکاح المشرک۔ ناشر: مکتبہ بشری۔ بیروت لبنان۔

سنن ترمذی، امام ترمذی عیسیٰ، کتاب الادب، باب المصافحۃ والمعانقہ، بحوالہ ترمذی۔

سیرت ابن ہشام، ہشام عبد الملک،۔ ناشر دار المعرفہ بیروت، لبنان۔

اصابہ فی تمیز الصحابۃ، عسقلانی ابن حجر، ذکر ھبار بن الاسود، ناشر کلکتہ،

صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری۔ کتاب المغازی، باب قتل حمزہ۔

موطا امام مالک، انس بن مالک، کتاب النکاح، باب نکاح المشرک۔ ناشر: مکتبہ بشری۔ بیروت لبنان۔

سنن ترمذی، امام ترمذی عیسیٰ، کتاب الادب، باب المصافحۃ والمعانقہ، بحوالہ ترمذی،۔ ناشر دار السلام۔ سن اشاعت کا ذکر نہیں کیا گیا۔

سیرت ابن ہشام، ہشام عبد الملک، ج:2 ص:276۔ ناشر دار المعرفہ بیروت، لبنان۔ سن اشاعت کا ذکر نہیں کیا گیا۔

الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، عسقلانی ابن حجر، ذکر ھبار بن الاسود، ج:٦ ص:٢٧٩، ناشر کلکتہ، سن اشاعت:1857۔

کتاب الخراج۔ امام ابو یوسف

مطالعہ مذاہب عالم، ڈاکٹر محمد ایاز۔ 2025

بائبل۔

The Torah

مودودی، سید ابو الاعلیٰ۔ اسلام اور جدید تہذیبی مسائل

Armstrong, Karen. A History of God
Esposito, John L. The Islamic Threat: Myth or Reality
Talbot, Ian. Pakistan: A Modern History